انسان کی تلاش

مولانا ابوالحسن علی ندوی

مکتبۂ اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

سلسلۂ مطبوعات
۲

جملہ حقوق محفوظ

انسان کی تلاش

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

ناشر

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

پہلی بات

میری پہلی درخواست آپ سے یہ ہے کہ آپ شک و شبہ سے ابتدا نہ فرمائیں، جب تمدن کا توازن بگڑ جاتا ہے اور انسانوں کے دل میلے ہو جاتے ہیں تو خالص اور سچی بات بھی بدگمانی سے سُنی جاتی ہے ہم اور آپ جو تجربوں کے غلام ہیں اپنے تجربوں کے ماتحت رائے قائم کرتے ہیں لیکن اگر دنیا میں بدگمانی رہتی تو کچھ کام نہ ہوتا۔ دنیا کبھی بھی ایسی نہیں رہی کہ اعتماد بالکل اٹھ گیا ہو۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر اعتماد کریں اور اس بات کی توقع رکھیں کہ شاید میں آپ کے کام کی بات کہوں آپ نے فارسی کا مشہور شعر سنا ہوگا'

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

یعنی جب تک کہ آدمی اپنی بات نہ کہے اس کا عیب و ہنر چھپا رہتا ہے۔ اس لئے آپ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں۔"

ابوالحسن علی
دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی

انسان کی تلاش

مجھے انسان کی تلاش ہے

عزیزو اور دوستو! آج سے پورے سات سو برس پہلے ترکی کے حدود میں ایک بڑے مشہور شاعر اور حکیم گزرے ہیں جن کا نام مولانا رومؒ ہے۔ آپ نے ان کی مثنوی سنی ہوگی، انھوں نے ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے وہ میں آپ کو سناتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ کل رات کا واقعہ ہے ایک ضعیف العمر آدمی چراغ لئے شہر کے گرد گھوم رہے تھے اور اندھیری رات میں کچھ تلاش کر رہے تھے، میں نے کہا کہ حضرت سلامت آپ کیا تلاش کر رہے ہیں، فرمانے لگے کہ مجھے انسان کی تلاش ہے۔ میں چوپایوں اور درندوں کے ساتھ رہتے رہتے عاجز آگیا ہوں، میرا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے اب مجھے ایک ایسے انسان کی تلاش ہے جو خدا کا شیر اور مرد کامل ہو" میں نے کہا "بزرگوار! اب آپ کا آخری وقت ہے انسان کو آپ کہاں تک ڈھونڈیں گے اس عنقا کا ملنا آسان نہیں، میں نے بھی بہت ڈھونڈا ہے لیکن

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں پایا۔" ان بزرگ نے جواب دیا کہ "میری ساری عمر کی عادت ہے کہ جب کسی چیز کو سنتا ہوں کہ وہ نہیں ملتی تو اس کو اور زیادہ تلاش کرتا ہوں تم نے مجھے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ میں اس گمشدہ انسان کو اور زیادہ ڈھونڈوں اور اس کی تلاش سے کبھی باز نہ آؤں"

حضرات! یہ ایک شاعر کا مکالمہ ہے، آپ کو شاید تعجب ہو کہ کیا کوئی ایسا بھی وقت تھا کہ انسان بالکل نایاب ہو گیا تھا۔ مولانا رومؒ نے ہمارے ذہن میں ایک سوال پیدا کر دیا کہ کیا ہر انسان انسان نہیں ہے اور کیا انسانوں کی بڑی بڑی آبادیوں میں بھی انسان نایاب ہے؟ ہم تو سمجھتے تھے کہ انسان کی ایک ہی قسم ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو دیکھنے میں انسان ہے لیکن حقیقت میں انسان نہیں ہے اور دنیا میں ہمیشہ انھیں لوگوں کی کثرت رہی ہے، دوسرے وہ جو حقیقت میں انسان ہیں اور وہ کبھی ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ ان کو چراغ لے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مولانا رومؒ کو سات سو برس ہو چکے ان کے بعد سے دنیا میں بڑی ترقیاں ہوئیں، ہر شہر میں انسانوں کی تعداد بڑھتی رہی ہے اور آج کی انسانی آبادی پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے اور اس کی ترقیاں بھی بہت وسیع ہیں۔ آج انسان نے بجلی، بھاپ، ہوا اور پانی پر قبضہ جما لیا ہے۔ ہوائی جہاز۔ ریڈیو۔ اور ایٹم بم سے انسانوں کی ترقی اور فتوحات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دوستو! انسانوں کی ترقی کا اندازہ مردم شماری کے

نقشوں اور بڑے بڑے متمدن اور ترقی یافتہ ملکوں کی تصویروں سے کرنا صحیح نہیں ہے۔ انسانیت کی ترقی ان مادی ترقیات کا نام نہیں ہے اور محض نسل انسانی کی ترقی کو انسانیت کی ترقی نہیں کہا جا سکتا۔ انسانیت کی ترقی کا اندازہ انسانوں کے اخلاق و کردار سے ہوتا ہے اور اخلاق و کردار کا اندازہ آپس میں ملنے جلنے، ریل کے ڈبوں، پارکوں، ہوٹلوں، دفتروں اور بازاروں میں ہو سکتا ہے اردو کے مشہور شاعر اکبرؔ نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

نقشوں کو تم نہ جانچو، لوگوں سے مل کے دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے، کیا چیز مر رہی ہے

انسانیت سے بغاوت

انسانیت کا صحیح اندازہ امتحان پڑنے پر اور ایسے مواقع پر ہوتا ہے جب ہر قسم کے ذرائع اور مواقع حاصل ہوں کہ چوری، گناہ، حق تلفی کی جا سکے مگر انسان کے اندر کی کیفیات اس کا ہاتھ پکڑ لیں۔ جہاں انسانیت کا گلا گھونٹا جا رہا ہو وہاں انسانیت اپنا جوہر دکھائے، انسانیت کا اندازہ ہماری موجودہ زندگی کے سانچوں اور مادی ترقی کے پیمانوں سے نہیں ہو سکتا۔

انسانیت درحقیقت ایک اونچا مرتبہ ہے لیکن انسانیت کے خلاف انسان ہمیشہ خود بغاوت کرتا رہا ہے، اس کو انسانیت کی سطح پر قائم رہنا ہمیشہ دوبھر اور مشکل معلوم ہوا ہے وہ کبھی نیچے سے کترا کر نکل گیا اور اس نے کبھی اپنے آپ کو انسانیت سے برتر سمجھا یعنی اس نے کبھی انسانیت سے

www.abulhasanalinadwi.org

بالآخر کہلوانے اور خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کی اور سچی بات یہ ہے کہ خود خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کم کی، لوگوں نے انھیں خدا اور دیوتا بنانے کی کوشش زیادہ کی۔ ہم اگر فلسفہ اور روحانیت کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ لوگ انسانیت سے بلند تر کسی مرتبہ کی تلاش میں رہے اور انسانوں کو انسانوں کا صحیح مقام سمجھانے کے بجائے اس سے اونچا ہونے کی فکر کرتے رہے اس کے بالمقابل دوسری کوشش یہ رہی کہ انسان کو انسانیت سے گرا دیا جائے وہ حیوانی اور نفسانی زندگی کا عادی بنے اور دنیا میں حیوانی زندگی کا رواج ہو۔

ان دونوں کوششوں کے نتائج دنیا میں ہمیشہ خراب ہوئے ہیں جب انسان کو انسانیت سے اٹھا کر خدا یا دیوتا بنایا گیا تو دنیا میں بدنظمی پھیلی اور بڑا فساد برپا ہوا۔ دنیا میں لوگوں نے جب خدائی کا دعویٰ کیا یا لوگوں نے ان کو یہ درجہ دیا تو دنیا میں بگاڑ ہی بگاڑ بڑھتا گیا اور انسانی زندگی میں نئی نئی گرہیں پڑیں۔ جب ایک معمولی سی گھڑی کسی اناڑی کے ہاتھ پڑ جاتی ہے اور اس کی مشین میں دخل دیتا ہے تو وہ بگڑ جاتی ہے تو یہ نظام عالم ان مصنوعی خداؤں سے کیسے چل سکتا ہے۔ اس دنیا کے اتنے مسائل اتنے مراحل اور اس میں اتنی پیچیدگیاں ہیں کہ اگر ایک انسان اس دنیا کو چلانا چاہے تو یقیناً اس کا انجام بگاڑ ہوگا۔ میرا منشا یہ نہیں کہ انسان انسانیت کے دائرے میں ترقی نہ کرے بلکہ یہ کہ انسان خدائی کی کوشش نہ کرے اس نے انسانیت ہی میں کون سی کامیابی حاصل کر لی ہے کہ اب وہ خدائی کی ہوس کرے۔

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب اس قسم کی کوشش کی گئی تو ایسی پیچیدگیاں رونما ہوئیں جن کا کوئی علاج نہ تھا۔ یہ کوشش دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہمیشہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ہوتی رہی ہے ایسے لوگوں نے فطرت سے زور آزمائی کی ہے اور فطرت سے ٹکرا کر انسان نے ہمیشہ شکست ہی کھائی ہے۔

دوسری طرف اکثر ایسے انسان گزرے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو چوپایہ جانا ان کو بحیثیت انسان کے اپنی ترقی کا کوئی احساس نہیں ہوا اپنی انسانیت اپنی روحانیت اور خدا شناسی کو ترقی دینے کا ان کو کبھی خیال تک نہیں ہوا دنیا میں زیادہ تعداد انھیں انسانوں کی رہی ہے، اس زمانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں یہ دونوں بغاوتیں، یہ دونوں عیب اور یہ دونوں فساد جمع ہو گئے ہیں، اس وقت تقریباً ساری دنیا ان ہی دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہے چند آدمی ہیں جو خدائی کے دعویدار ہیں اور جن کو دیوتا بننے کا شوق ہے باقی اکثر وہ انسان ہیں جو چوپایوں اور درندوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں، اس لئے اس زمانہ کا بگاڑ ہر زمانہ کے بگاڑ سے بڑھ گیا ہے اور زندگی عذاب جان بن گئی ہے۔

اس وقت مردم شماری کے خانوں میں کوئی ایسا خانہ نہیں کہ جو لوگ اپنی انسانیت کی قدر کرتے اور اس کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں اس میں ان کا اندراج کیا جائے مگر آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ آپ کے

www.abulhasanalinadwi.org

چاروں طرف زندگی کا جو طوفان امڈا ہوا ہے اس میں کتنے انسان ہیں جن کو انسانیت کا احساس ہے، جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں صرف ایک معدہ اور پیٹ ہی نہیں دیا گیا ہے بلکہ اللہ نے انسان کو روح بھی دی ہے، دل بھی دیا ہے اور دماغ بھی عطا کیا ہے جن کو ہم ہمیشہ نظر انداز کرتے اور ان کے صحیح استعمال سے بچتے ہیں۔ ہم جنسی خواہشات اور مادی ضروریات کے ریلے میں ایسے بہے چلے جا رہے ہیں جیسے ایک گاڑی اپنے اختیار سے باہر لڑھک رہی ہو جس پر کسی کا کوئی قابو نہ ہو ...... میں اور سمجھا کر کہوں یوں سمجھئے کہ انسانیت ایک سائیکل ہے اور وہ سائیکل ایک ڈھلوان پل پر سے پھسل رہی ہے، اس میں نہ کوئی گھنٹی ہے نہ بریک، اور نہ اس کے ہینڈل پر کسی کا ہاتھ ہے۔ جغرافیہ کی پرانی تعلیم یہ بتلاتی تھی کہ زمین چپٹی ہے جغرافیہ کی نئی تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمین گول ہے مگر مجھے جغرافیہ کے استاد اور طالب علم معاف کریں۔ میں تو دیکھ رہا ہوں کہ زمین ڈھلوان ہے اس لئے کہ ساری قومیں اور ان کے تمام افراد اخلاقی بلندی سے حیوانی پستی کی طرف لڑھکتے چلے آ رہے ہیں اور روز بروز ان کی رفتار تیز ہوتی جا رہی ہے۔ ہماری زمین کا یہ کرہ ضرور آفتاب کے گرد گردش کر رہا ہے مگر اس کے کرۂ ارض پر بسنے والا انسان مادیت اور معدہ کے گرد چکر لگا رہا ہے، زمین کی گردش کا انسانوں کے اخلاق اور معاملات پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن انسانوں کی اس گردش کا تمام دنیا کے اخلاق اور حالات پر اثر پڑ رہا ہے۔ نظام شمسی میں حقیقی مرکز آفتاب ہو یا زمین

لیکن عملی زندگی میں انسانوں کا حقیقی مرکز معدہ یا پیٹ اور حیوانی عنصر بنا ہوا ہے اور ساری انسانیت اس کے گرد چکر لگا رہی ہے، آج دنیا میں سب سے وسیع رقبہ معدہ کا ہے، یوں کہنے کو تو وہ انسان کے جسم کا بہت مختصر حصہ ہے لیکن اس کا طول و عرض اور عمق اتنا بڑھ گیا ہے کہ ساری دنیا اس میں سمائی چلی جا رہی ہے۔ یہ معدہ اتنی بڑی خندق ہے کہ پہاڑوں سے بھی نہیں بھرتا، آج سب سے بڑا مذہب سب سے بڑا فلسفہ معدہ کی عبادت ہے، تعلیم گاہوں میں اسی کا غلام بننا سکھایا جا رہا ہے، آج کا نیا انسان بننے کا فن سکھایا جاتا ہے، دوسرے الفاظ میں دولت مند بننے کا، آج دولت مند بننے کی ریس ہے، دولت مند بننے کی حرص اتنی بڑھ گئی ہے کہ انسان کو خود اپنے تن من کا ہوش نہیں رہا مطالعہ علم اور فنون لطیفہ کا مقصد بھی یہی ہو گیا ہے کہ انسان کہاں سے زیادہ سے زیادہ روپیہ حاصل کر سکتا ہے سب سے بڑا علم اور ہنر یہ ہے کہ لوگوں کی جیبوں سے کس طرح روپیہ نکال کر اپنی جیب بھری جائے اتنا ہی نہیں بلکہ تھوڑے سے تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ دولت مند بننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دولتمند بننے کی کوشش تمدن اور سوسائٹی کے لئے اتنی مضر نہیں جتنی جلد دولتمند بننے کی ہوس ہے، یہی ہوس رشوت، خیانت، غبن، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی اور حصول دولت کے دوسرے مجرمانہ ذرائع پر آمادہ کرتی ہے۔ اس لئے کہ ان مجرمانہ طریقوں کے بغیر جلد دولتمند بننا ممکن نہیں اس ذہنیت کی وجہ سے ساری دنیا میں ایک مصیبت بر

ہے۔ دفتروں میں طوفان ہے۔ منڈیوں میں قیامت کا منظر ہے۔ آج انسان جونک بن گئے ہیں، اور انسان کا خون چوسنا چاہتے ہیں۔ آج کوئی کام بےغرض و بےمطلب نہیں رہا۔ آج کوئی شخص بغیر اپنے فائدہ اور مطلب کے کسی کے کام نہیں آتا۔ آج ہر چیز اپنی مزدوری اور فیس مانگتی ہے کبھی کبھی تو یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ اگر درخت کے سایہ میں دم لیں گے تو شاید درخت بھی اپنی فیس اور مزدوری مانگنے لگیں گے۔ اقبال نے کہا ہے ؎

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

لیکن ان تین طبقوں کی یہ خصوصیت نہیں سب کا یہی حال ہو رہا ہے اور دولت اور خواہشات نفس کا نشہ سوار ہے۔ آج دولت کمانا ہی زندگی کا مقصد بن گیا ہے اور ساری دنیا اس کے پیچھے دیوانی ہے آج جس انسان کو طالب خدا ہونا چاہئے تھا اس کی معرفت اور محبت سے اپنا ویران دل آباد، اپنا اندھیرا دماغ روشن، اپنی بے مقصد و بے کیف زندگی با مقصد اور با کیف بنانی چاہئے تھی، سارے دل و دماغ کے ساتھ اس سے محبت کرنی چاہئے تھی اور اس کے راستے میں سب کچھ مٹا کر حقیقی زندگی حاصل کرنی چاہئے تھی۔ صد حیف کہ وہ انسان حقیقی محبت اور صحیح معرفت سے محروم ہے اس لئے زندگی کی اصل لذت سے محروم ہے حقیقی انسانیت سے محروم ہے اور افسوس ہے کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کو اس محرومی کا

احساس بھی نہیں آج جس انسان کو خدا کا پرستار ہونا چاہئے تھا وہ دولت کا پرستار اور نفس کا غلام بنا ہوا ہے اور اس کو اس خلاف فطرت غلامی کا احساس بھی نہیں۔

ہر جگہ نفس کا قبضہ ہے

سیاسی اختلافات اور نظام سلطنت تو فرصت کی باتیں ہیں۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ حکومت اندرون حکومت خواہشات کی ہے حکومت پر قبضہ خواہ کسی قوم کسی پارٹی کا ہو اور خواہ کوئی صدر ہو یا وزیر ہو مگر دراصل ہر جگہ نفس کا قبضہ اور خواہشات کا تسلط ہے۔ پہلے برطانیہ کے متعلق کہتے تھے کہ اس کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا لیکن آج جس حکومت اور سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا وہ نفس کی خواہش اور من کی چاہت ہے۔

وقت کا فرمان یہ ہے کہ نفس کی خواہش پوری کی جائے، دل کی آگ بجھائی جائے، چاہے انسانوں کے خون کی نہریں بہتی ہوں خواہ انسانوں کے اوپر ان کی لاشوں کو روندتے ہوئے گزرنا پڑے، خواہ قومیں اس راستے پر پامال ہو جائیں، خواہ ملک کے ملک ویران اور تباہ ہو جائیں۔

لیکن اس میں ذرا تعجب کی بات نہیں سیکڑوں برس سے جو تعلیم انسانوں کو دی جا رہی ہے خواہ وہ تعلیم گاہوں کے ذریعہ ہو یا سنیماؤں کے ذریعہ یا ادب و شاعری کے ذریعہ جو ہر ملک اور ہر قوم میں رائج ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ تم من کے راجہ اور نفس کے غلام ہو۔

دوستو! اس زمانے کے سارے انسانوں کی آبادیاں اس حادثہ

www.abulhasanalinadwi.org

سے ایک سطح پر ہیں اور اس کے خلاف کوئی آواز سنائی نہیں دیتی، ملکوں کے خلاف بغاوت کرنے والے بہت ہیں، چھوٹے چھوٹے مسئلوں کے لئے بھوک ہڑتال کرنے والے بہت ہیں، مقامی مسائل کے لئے جان کی بازی لگانے والے بہت ہیں۔ لیکن انسانیت کے لئے مرنے والے کتنے ہیں، کتنے ایسے ہیں جنکو حقیقی انسانیت کی فکر ہے آج دنیا میں اگر کسی کو انسانیت کے انحطاط کا احساس بھی ہے تو اس میں یہ جرأت نہیں ہے کہ انسانیت کے لئے آواز اٹھائے۔ سارے کرۂ ارض میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو انسانیت کے لئے اپنی قربانی دے۔

پیغمبروں کی بے غرضی و بے نیازی

دراصل پیغمبروں ہی کی جرأت تھی، خواہ وہ ابراہیمؑ ہوں یا موسیٰؑ عیسیٰؑ ہوں، یا محمدؐ، اللہ کا درود و سلام ہو ان پر، کہ انھوں نے ساری دنیا کو چیلنج کرکے انسانیت کے خلاف جو بغاوت جاری تھی، اس سے روکا، ان کے سامنے دنیا کی لذتیں اور دولتیں لائی گئیں مگر انھوں نے سب کو ٹھکرا دیا، اور انسانیت کے دور میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ اللہ کے برگزیدہ اور منتخب بندوں کی یہ جماعت جسکو پیغمبروں کی جماعت کہا جاتا ہے، دنیا کو کچھ دینے کے لئے آئی تھی، دنیا سے کچھ لینے کے لئے نہیں آئی تھی۔ ان کی کوئی ذاتی غرض نہ تھی، انھوں نے دوسروں کے جینے کی خاطر اپنے کو مٹایا، انھوں نے دوسروں کی آبادی کی خاطر اپنے گھروں کو اجاڑا، انھوں نے دوسروں کی خوش حالی کے لئے

اپنے متعلقین کو فقر و فاقہ میں مبتلا کیا، انھوں نے غیروں کو نفع پہنچایا اور اپنوں کو منافع سے محروم کیا۔ کیا دنیا کے رہنماؤں میں ایسی بے غرضی اور خلوص کی مثالیں مل سکتی ہیں؟ ... پیغمبروں نے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی قوموں میں خلش پیدا کی اور ان کو محسوس کرایا کہ موجودہ زندگی خطرہ کی ہے، جو لوگ اطمینان کے عادی تھے اور میٹھی نیند سو رہے تھے اور میٹھی نیند ہی سونا چاہتے تھے، انھوں نے پیغمبروں کی اس دعوت اور تنبیہ کے خلاف سخت احتجاج کیا اور بڑی شکایت کی کہ انھوں نے ہمارا عیش مکدر کر دیا اور ہماری نیند خراب کی، لیکن جو گھر میں آگ لگی ہوئی دیکھتا ہے وہ سونے والوں کی پروا نہیں کرتا اور اس کو کسی کی نیند پر ترس نہیں آتا، پیغمبران انسان کے حقیقی ہمدرد تھے۔ وہ دنیا کو خواب خرگوش سے بیدار کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے دنیا کے گمراہ رہنماؤں اور نفس کے بندوں نے دنیا کو مارفیا (MORPHIA) کے انجکشن دیئے اور اس کو تھپک تھپک کر سلایا مگر پیغمبروں نے انسانوں کو جھنجھوڑا، اور غفلت سے بیدار کیا، یہ چھوٹی چھوٹی جنگیں اور لڑائیاں دراصل اسی لئے ہوئیں کہ دنیا سے غفلت دور ہو اور دنیا پر جو تاریکی مسلط ہے وہ ختم ہو انسان حقیقی انسانیت کو سمجھے۔

پیغمبر اسلامؐ کی شخصیت

ہمارے سامنے سب سے زیادہ ممتاز اور سب سے زیادہ واضح اور روشن اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ حضرت محمدؐ کی ذات گرامی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اگر ہم اس حقیقت کا اظہار نہ کریں تو یہ ایک خیانت ہوگی، ہمارا ضمیر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے اس احسان کو نہ بتلائیں جو انھوں نے انسانیت پر کیا۔

جب دنیا میں ایک انسان یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اللہ ہی اس دنیا کو اکیلا چلا رہا ہے اور وہی بندگی اور اطاعت کا مستحق ہے۔ آپؐ نے اس حق کا اعلان کیا اور اس آواز کو بلند کیا کہ آج دنیا کے ہر حصہ سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے اور جب کوئی آواز سننے میں نہیں آتی تو یہی آواز کانوں میں آتی ہے۔ آج یہ آواز تمام دنیا میں پھیل گئی ہے۔

آپؐ کی تعلیم اور آپؐ نے جو کچھ دنیا کو عطا کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی اجارہ داری قائم نہیں ہو سکتی، جس طرح ہوا، پانی اور روشنی پر کسی کو اجارہ داری کا حق نہیں اور اس پر اپنی مہر اور اپنی چھاپ نہیں لگا سکتا، اسی طرح آنحضرتؐ کی تعلیمات پر ساری دنیا کا حق ہے اور ہر شخص کا اس میں حصہ ہے، جو ان سے فائدہ اٹھانا چاہے یہ دنیا کی تنگ نظری ہے کہ وہ ان حقیقتوں کو کسی قوم یا ملک کی جاگیر سمجھے۔ دوستو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت تھے اور ساری انسانیت آپ کی ممنون ہے دنیا میں جو کچھ عدل و انصاف اور [illegible] موجود ہے اور جن حقیقتوں کو تسلیم کیا جا رہا ہے وہ سب آپؐ کا فیض ہے۔

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انھیں کی لگائی ہوئی ہے

دوستو! ہم اس موجودہ نظام زندگی کو چیلنج کرتے ہیں، ہم لوگوں سے ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ تم دنیا کو آج جتنا بلند سمجھتے ہو وہ اتنی ہی پست ہے ہم صاف کہتے ہیں کہ دنیا تدریجی خودکشی کی طرف جا رہی ہے یہ راستہ انسانیت کی تباہی کا راستہ ہے۔ میں مسجد سے سیدھا اسٹیج پر نہیں آیا، بلکہ کتب خانوں کے زینہ سے مطالعہ کے راستے سے اور معلومات کے راستے سے آپ کے سامنے آیا ہوں، آپ میں سے کچھ لوگ یورپ کی دو ایک زبانیں جانتے ہوں گے میں خود یورپ کو جانتا ہوں۔ ع

تم انگریزی داں ہو میں انگریز داں ہوں

میں سارے یورپ سے ٹھونک کر کہتا ہوں کہ تمھارا پورا نظام زندگی غلط ہے اور وہ انسانیت کو ہلاکت کی طرف لے جا رہا ہے، میرا دعویٰ ہے اور پورے استدلال اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا کی نجات پیغمبروں کے ہی راستے میں ہے اور دنیا کے لئے اس وقت خدا کا یقین، اس کے خوف، دوسری زندگی پر ایمان اور پیغمبروں کی رسالت کے اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں یہی ہماری دعوت ہے اور یہی ہماری جدوجہد کا مقصد۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس سلسلہ کی اور دوسری کڑیاں

مولانا مدظلہ کے قلم سے

نام کتاب	نام کتاب
یہ اخلاقی گراوٹ کیوں ؟	پیام انسانیت
ہندوستانی سماج کی خبر لیجیے	مقام انسانیت
مذہب یا تہذیب	ہندوستانی مسلمانوں سے صاف صاف باتیں
روشنی کا مینار	نشان راہ
صورت وحقیقت	محبت فاتح عالم
نیا خون	لسانی وتہذیبی اہلیت کا [illegible]
آنکھوں کی سوئیاں	ایک بہتر ہندوستانی سماج کی تشکیل
مسلمانوں پر ایک نظر [illegible] اثر	اسلام ایک تغیر پذیر دنیا میں
مرد خدا کا یقین	محسن عالم

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org